پاکستان کی سالمیّت اور عقیدۂ ختم نبوّت

مولانا عبدالستار خاں نیازی ایم۔اے

دین کے عام فہم معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر مسئلہ میں آخری حجت مانا جائے اور ہر زمانے میں جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر مسئلے میں آخری حجت تسلیم کیا ہے۔ ان کی کارگزاری کی روشنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفہیمات کا مفہوم سمجھا جائے جسے فقہاء کی اصطلاح میں سُنّتِ سلف صالحین کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر آئین میں قرآن و سنت کو سارے آئین کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کی سالمیت برقرار رکھنے کی خاطر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نبی پر نازل ہونے والی کتاب اور کس نبی کی سنت آئین کا سرچشمہ ہے۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زین جہت با یکدم پیوستہ ایم

گویا ختم نبوت صرف فقہ اور عقائد کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ پاکستان کے آئین اور قانون کا مسئلہ ہے۔ یہ مشرقی پاکستان، کشمیر، سرحد، بلوچستان، پنجاب اور سندھ کو ایک دوسرے سے پیوست کرنے یا ایک دوسرے سے اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دینے کا مسئلہ ہے۔ صرف یہی نہیں یہ پاکستان کو بھارت سے جدا کرنے یا بھارت کے ساتھ واپس ملحق کر دینے کا مسئلہ ہے۔ صرف یہی نہیں یہ ہر پاکستانی خاندان کے اندر نسب اور صلہ رحمی کے رشتے قائم رکھنے یا منقطع کر دینے کا مسئلہ ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ بحیثیت ایک مسلمان کے کسی مسلمان کی شخصیت کو قائم رکھنے یا

دیوانے کے خواب کی طرح اس کی شخصیت کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے برسر پیکار کر کے اس کی اخلاقی اور ذہنی موت وارد کر دینے یا توحید سے اس کو بامعنی بنا دینے کا مسئلہ ہے۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ کسی شاعر کی مبالغہ آرائی یا کسی واعظ کی محفل آرائی نہیں۔ تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ جس دن سے تحریک تحفظ ختم نبوت کو کچلا گیا تھا اس دن سے مشرقی اور مغربی پاکستان کے مابین مساواتِ نمائندگی اور مساواتِ تقسیم کے مسائل پیدا ہو گئے تھے۔ جس پختونستان کو ہم جاہلانہ عصبیت کا نام دیا کرتے تھے وہ ہمارے ایک سابق صدرِ مملکت اور ایک بیرونی بادشاہ کے مابین موضوع گفتگو بن چکا ہے اور اب کابل برانڈ اور اتمان زئی برانڈ میں تقسیم ہو کر اسے ریشمی غلاف میں ملفوف کر کے پیش کیا جا رہا ہے (جب صوبہ جاتی خود مختاری پیش نظر ہے تو پختونستان کے گمراہ کن نام کے بجائے اسے صوبہ خیبر سے کیوں موسوم نہیں کیا جاتا) جس پنجاب نے پاکستان بنانے کے لیے سب سے زیادہ قربانی دی اور جس نے سب سے زیادہ مہاجرین کو آباد کیا اسے گزشتہ دس سال سے ساٹھ فیصدی کے بجائے چالیس فیصد نیابت ملتی رہی اور ادنیٰ ملازمتوں میں یہ تناسب بیس سے لے کر تیس فیصدی تک گر گیا اور جب تلافی مافات کا موقع آیا تو وحدت کو ہی کالعدم قرار دے کر

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

کا نقشہ پیش کر دیا گیا بلکہ زونل فیڈریشن کے چکر میں لا کر پنجاب کو ساٹھ کے بجائے بیس فیصدی نمائندگی دے کر مساوات کا ہم رنگ زمین دامِ فریب پھیلایا جا رہا ہے۔

مجھ سے زیادہ صوبائی عصبیتوں کا مخالف کوئی نہ ہو گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک مسلمان بھائی کا حق بلا رضا مندی دوسرے کو منتقل کر دینا ظلم ہے۔ ظلم سے تعصّبات مٹا نہیں کرتے بلکہ ہر تعصب کی پرورش کسی ظلم سے ہوتی ہے۔ کل پنجاب کے نام پر بنگال کو اس کثرتِ آبادی کے حق نیابت سے محروم کیا گیا تھا تو بعض نادان پنجابی خوش ہوئے کہ بنگالی بڑے متعصب ہیں اچھا ہے ان کی نیابت کم ہو گئی۔ اس کا صلہ یہ ملا کہ بعد میں خود پنجاب کو ساٹھ فیصد کے بجائے چالیس فیصد نیابت مل گئی۔ آخر وحدتِ مغربی پاکستان کے پرزے اڑ گئے اور علاقائی خود مختاری کی آڑ میں مرکز کی بے دست و پائی ملکی سالمیت میں اختلال و انتشار کے اسباب پیدا کر گئی۔ غرض ظلم کی جڑ سے ظلم کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ ظلم اور

انصاف کے مابین حد سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اور کسی پیمانے سے نہیں کھینچی جا سکتی۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت (ختمیت احکام رسالت) کو ملک کی سیاست سے خارج کرنے کی ناپاک مساعی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ خود ملک کی سیاست مجہول و معدوم ہو کر رہ گئی ہے۔ جن بوالعجبیوں پر کبھی مسلم لیگ کا مذاق اڑایا جاتا تھا آج ملک کی ہر سیاسی جماعت ان بوالعجبیوں کا عجائب گھر بن کر رہ گئی ہے۔ تلبیس و منافقت کے زور سے جو پارٹی کتاب و سنت کی فرمانروائی کا نعرہ بلند کرتی ہے وہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اشتراکیت اور جمہوریت کے آقاؤں کی غلامی کو بھی لازمہ حیات سمجھتی ہے۔ حضور خاتم النبیین و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا مطلب بقول حکیم الامت یہ ہے کہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

دنیا کے تمام قائدین، مفکرین اور فلاسفہ کو ٹھکرا کر صرف مولائے یثرب صلی اللہ علیہ کوسلم کی کامل اطاعت کو زندگی اور آخرت کے تمام مسائل میں ہر پہلو سے حرف آخر قرار دیا جائے اور اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ ؎

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

تحریک تحفظ ختم نبوت

افسوس ہے کہ عقیدہ خاتمیت کی اہمیت اور دائرہ گیرائی کو افرنگ زدہ طبقہ نے نظر انداز کر کے اسلامی معاشرہ میں خلل اور دوغلاہٹ پیدا کر دی اور اسلام کو دیگر مذاہب کی صف میں کھڑا کر کے زندگی کا پرائیویٹ مسئلہ قرار دے دیا حالانکہ یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ مسلمان کا دین اس کی دنیا سے جدا نہیں اور مسلمان کی سیاست اس کی عبادت سے منقطع نہیں۔ باوجود اس کے تحریک ختم نبوت کے متعلق یہ افسوس ناک سانحہ ہے کہ اس تحریک کو ان مضمون میں بار بار مذہبی تحریک کہا گیا ہے گویا یہ ایک سیاسی، اقتصادی اور عالمگیر تحریک نہ تھی جب ''مذہبی'' کا لفظ ان معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کی وہی درگت بن جاتی

ہے جس طرح ''مذہبی سکھوں'' کی ترکیب لفظی میں مذہب کا اسلامی مفہوم مسخ ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ تحریک تحفظ ختم نبوت ان معنوں میں ایک مذہبی تحریک تھی جن معنوں میں ''تحریک قیام پاکستان'' ایک مذہبی تحریک تھی' جن معنوں میں ''تحریک حصول کشمیر'' ایک مذہبی تحریک ہے اور جن معنوں میں سود کی ممانعت سے پاکستان کی اقتصادیات کو مغربی بنکاری (Banking) کے انسانیت کش اثرات سے نجات دلانے کی تحریک ایک مذہبی تحریک ہو گی۔ اس غلط فہمی اور غلط بیانی کی ابتدا اس ماحول میں ہوئی جب کہ ''راست اقدام'' (Direct action) کو بغاوت کے مترادف قرار دینے کی ناجائز کوشش جاری تھی۔

جس شخص نے تحریک تحفظ ختم نبوت کی ابتداء اور ارتقاء کے مراحل کا مطالعہ کیا ہے اور اس وقت کی تقاریر اور جلسوں کی کارروائی اور کارکنوں کی جدوجہد اور تنظیم کی سرگرمیوں پر اس کی نگاہ ہے' وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس تحریک کے چلانے والوں کو صرف یہ خیال دامنگیر نہ تھا کہ وہ الٰہیات' فقہ یا علم عقائد کا کوئی اصولی مسئلہ بجائے مدرسہ میں طے کرنے کے مسند حکومت پر بیٹھ کر سلجھانے کے خواہشمند تھے۔ بات یہ تھی کہ الٰہیات' فقہ اور علم عقائد کے ایک مسلمہ مسئلہ کو بعض سیاسی' اقتصادی اور عملی سازشوں کی مصلحت نے یوں الجھا دیا تھا کہ اس مسئلہ کو مسند حکومت پر بیٹھ کر طے کیے بغیر نہ ان سیاسی غداروں کا علاج کیا جا سکتا تھا جو نبوت کا نور ملکہ وکٹوریہ کے نور سے اخذ کرنا چاہتے تھے' نہ ان اقتصادی' رخنہ اندازیوں کا قلع قمع ہو سکتا تھا جو امریکہ میں پیدا ہونے والے وافر غلے کی منڈی پاکستان میں مہیا کرنے کی خاطر ایک طرف پاکستان کے دریاؤں کا رُخ بدلے جانے پر کسی عملی مداخلت کی بجائے یو۔ این۔ او میں ساڑھے بارہ گھنٹے تقریر کرنا کافی سمجھتے تھے (سر ظفر اللہ کی تقریر بازی) اور دوسری طرف ملکی غلے کو بھارت میں سمگل ہونے کا موقع دے کر یہاں مصنوعی قحط کی صورت پیدا کر رہے تھے۔

مقام محمدیؐ

تحریک تحفظ ختم نبوت سے قطع نظر جب اس عقیدہ خاتمیت کی عالمگیر آفاقیت کا علمی و تحقیقی انداز میں جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس سے انکار و انحراف نہ صرف کفر کو مستلزم ہے بلکہ امت محمدیہ کے خلاف کھلی بغاوت کے مترادف ہے جب کوئی شخص حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے خلاف اقدام کرتا ہے تو سوادِ اعظم امت محمدیہؐ سے جنگ آزما ہو کر وحدتِ ملی کو پارہ پارہ اور دارالاسلام پاکستان کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتا ہے۔ بنا بریں امت کو سنگین حصار بنا کر اس کے تحفظ کا مستقل انتظام کرنا پڑے گا اور اسلام کی آڑ میں عقیدۂ خاتمیت کے خلاف ہر قسم کی حرکت کو قانوناً روک دینا ہو گا۔ اس عقیدہ کی اہمیت کو حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے بایں الفاظ بیان کیا ہے:۔

''اس نقطہ خیال سے دیکھا جائے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ''دنیائے قدیم'' اور ''دنیائے جدید'' کے درمیان بطور حد فاصل کھڑے دکھائی دیں گے۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ آپؐ کی وحی کا سرچشمہ کیا ہے تو آپ دنیائے قدیم سے متعلق نظر آئیں گے۔ لیکن اگر اس حقیقت پر نظر کی جائے کہ آپؐ کی وحی کی روح کیا ہے تو جنابؐ کی ذاتِ گرامی دنیائے جدید سے متعلق نظر آئے گی۔ آپ کی بدولت زندگی نے علم کے ان سرچشموں کا سراغ پا لیا جن کی اسے اپنی شاہراہوں کے لیے ضرورت تھی۔ اسلام کا ظہور استقرائی علم (Inductive knowledge) کا ظہور ہے۔ اسلام میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا۔ اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جا سکتا اسلام نے دینی پیشوائی اور وراثتی بادشاہت (Priest hood hereditary king ship) کا خاتمہ کر دیا۔ قرآنِ حکیم غور و فکر اور تجارب و مشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ و فطرت دونوں کو علم انسانیت کے ذرائع ٹھہراتا ہے۔ یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہ میں پوشیدہ ہے۔''

''پھر عقیدۂ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اسے لوگوں کے باطنی واردات (Mystic Experience) کے متعلق ایک آزاد اور ناقدانہ طرزِ عمل قائم ہوتا ہے۔ اس لیے ختم نبوت کے معنی یہ

ہیں کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Super natural authority) کی بناء پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر سکتا ہے۔ ختم نبوت کا ہی عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعویٰ اقتدار کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اب کسی کے باطنی مشاہدات کیسے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں، ان پر اسی طرح تنقیدی نگاہ ڈالی جا سکتی ہے جس طرح انسانی مشاہدات کے دوسرے پہلوؤں پر۔"

Reconstruction of religious thoughts in Islam

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد
رونق ماز محفل ایام را
او رسلؐ راختم وما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما نہاد
داد مارا آخریں جامے کہ داشت
"لا نبی بعدی" زاحسان خدا است
پردۂ ناموسِ دینِ مصطفےٰؐ است

(ماہنامہ ضیائے حرم جولائی ۱۹۷۲ء)